تاریخ اسلام ۲۲۱۰

# تاریخ القرآن

از

مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری

مکتبہ جامعہ
دہلی - نئی دہلی - لاہور - لکھنؤ - بمبئی
بارسوم
قیمت عہ/

سنہ ۱۹۱۰ء
مطبوعہ دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی۔

# تمہید

اللہ تعالیٰ نے نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس ملک اور جس قوم میں پیدا کیا اس میں صرف چند شخص تھے جنھوں نے اپنے تجارتی کاروبار کی ضرورت سے لکھنا سیکھ لیا تھا۔ ورنہ بالعموم وہ "امیین" یعنی ناخواندہ لوگ تھے چنانچہ اسی لفظ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو مخاطب فرمایا۔

هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ۶۲/۲

وہی (اللہ) ہے جس نے اَن پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

**عربی خط**:- عربی خط کے موجد اہل یمن ہیں جن کے یہاں حمیری

سلطنت قائم تھی۔ حیرہ میں جب آلِ منذر کی حکومت قائم ہوئی تو یہاں کے لوگوں نے بھی اہلِ یمن سے کتابت سیکھی۔ یعنی خط کو خطِ مسند کہتے تھے۔ وہی حیرہ میں خطِ حیری کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت عمرؓ نے حیرہ کے متصل عراق کے مشہور مقام کوفہ کو جب آباد کیا تو خطِ حیری نے خطِ کوفی کا لقب پایا۔

حجاز میں سب سے پہلے حرب بن اُمیّہ نے اپنے ایک رشتہ دار سے جو بادشاہِ حیرہ کے دربار میں رہتا تھا کتابت اخذ کی۔ اُن کے بعد چند دیگر اشخاص نے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی تھے اس کو سیکھ لیا۔

لیکن یہ لوگ صرف اس قدر لکھنا پڑھنا جانتے تھے کہ اپنی تجارت کے کاروبار کا ضروری حساب وکتاب لکھ سکیں۔ نہ کوئی باقاعدہ اس کی تعلیم تھی نہ شوق تھا۔

شاعروں کے قصیدے۔ کاہنوں کے قصے اور اہم واقعات زبانی یاد رکھے جاتے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ اگر کوئی قصیدہ ملک میں لاجواب تسلیم کر لیا جاتا تھا تو اس کو لکھ کر خانۂ کعبہ میں لٹکا دیتے تھے۔ لیکن اس سے صرف اس کا اعزاز مدِنظر ہوتا تھا نہ کہ اس کی اشاعت۔

اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ میں سے بعض بعض حبر یا راہب خاص خاص حصے آسمانی کتابوں کے مذہبی غرض سے اپنے پاس رکھتے تھے۔ لیکن یہ کتابیں اس وقت تک عبرانی زبان میں تھیں۔ ان کے کسی جزو کا عربی میں ترجمہ نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ترجمہ کا خیال پیدا ہوا تھا۔ کیونکہ سامان کتابت کی

دشواری کی وجہ سے اگر وہ اصل کتاب ہی کا کوئی جزو لکھ لیتے تھے تو غنیمت سمجھتے تھے۔ ترجمہ کرنا تو ایک نہایت مشکل کام تھا۔

الغرض نزول قرآن تک عربی زبان میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی نہ حجاز میں کوئی مکتب یا مدرسہ تھا جس میں کسی قسم کی مکتوبی یا زبانی تعلیم دی جاتی ہو، اور نہ کوئی تعلیم یافتہ شخص تھا۔

## نبیِ اُمّی

آنحضرتؐ بھی اُمّی اور علم ظاہر سے ناآشنا تھے اور پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے اور نہ نبوت سے پہلے کوئی مذہبی یا آسمانی کتاب آپ نے پڑھی یا سنی تھی بلکہ کبھی کسی عیسائی یا یہودی عالم کی صحبت میں بھی بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ سفرِ شام میں کسی منزل پر ایک راہب جس کا نام بحیرا تھا آنحضرتؐ کے سامنے آیا تھا۔ اور حلیۂ مبارک دیکھ کر آپ کی نبوت کی خبر دی تھی اوّلاً تو صحیح نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض صحیح مان بھی لی جائے تو یہ ایک رواروی کا واقعہ تھا جو کم عمری میں سفر میں پیش آیا۔ اس سے بعض متعصب عیسائیوں کا یہ کہنا کہ بحیرا نے آپ کو آسمانی کتب کی تعلیم دیدی تھی نہایت نامعقول افترا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ جن کتابوں کو عیسائی خود سالہا سال میں ختم کرتے ہیں ان کی تعلیم دو ہی چار لمحوں میں ہو جائے۔ تعلیم کی دشواریوں سے اور اس میں جو زمانہ لگتا ہے اس سے تو ہر شخص واقف ہے۔

آنحضرتؐ کا اُمّی ہونا اور کسی آسمانی کتاب کی تعلیم نہ پانا ایک ایسی یقینی بات ہے کہ جس کو نہ صرف مسلمان بلکہ مخالفین اسلام بھی مانتے ہیں۔ گبن کارلائل ڈیون پورٹ۔ اور باسورا سمتھ سب نے تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ پیغمبر عرب اُمّی تھے۔ راڈویل جس نے قرآن کا بہ ترتیب نزولی ترجمہ کیا ہے لکھتا ہے۔

ہمارے پاس اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ ہماری کتب مقدسہ کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دستیاب ہوئی ہوں۔

پھر آگے چل کر کہتا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہم کو کوئی پتا اس بات کا نہیں لگتا کہ کوئی ترجمہ عہد عتیق یا جدید کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ سے پہلے ہوا ہو۔

ریورنڈ جان فنڈر جو بڑا متعصب پادری ہے اس نے بھی لکھا ہے۔

پیغمبر عرب توریت وانجیل نہیں پڑھے تھے۔

خود قرآن کی حالت پر اگر غور کیا جائے تو بہت آسانی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ وہ کسی انسانی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ وحی الٰہی ہے۔ کیونکہ وہ حسب موقع اور حسب ضرورت تیئس سال تک ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوتا رہا۔ جس وقت کوئی واقعہ یا سوال پیش آجاتا تھا اُس وقت اُس کے متعلق آیتیں اُترتی تھیں ایسی حالت میں یہ کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے کہ ان تمام پیش آنے والے واقعات اور سوالوں کے جوابات پہلے سے کسی نے پیغمبر

کو سکھلا دئے تھے۔ نبی ہونے سے پیشتر آنحضرت کو اس بات کا وہم بھی نہ تھا کہ ان کو نبوت یا کتاب عطا فرمائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ ۲۸ ۸۶ تجھ کو پہلے سے یہ امید نہیں تھی کہ تیرے اوپر کتاب نازل کی جائے گی۔ مگر تیرے رب نے اپنی رحمت سے قرآن نازل کیا۔

علاوہ بریں قرآن نے موسوی اور عیسوی بلکہ تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا اور اس کی تعلیمات کتب مقدسہ اور دیگر مذاہب کی کتابوں سے بدرجہا پاکیزہ، مکمل اور انسانی ضروریات کو پورا کرنے والی ہیں۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ اس کے مقابلہ میں نہ صرف انسانی تعلیمات بے حقیقت ہو گئیں بلکہ خود آسمانی کتب پر بھی اس نے خط نسخ پھیر دیا اس کو کسی انسانی تعلیم کا نتیجہ کہنا بالکل عقل کے خلاف ہے۔ یقیناً قرآن وحی الٰہی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی اور اُمّی تھے۔

گو پڑھا لکھا ہونا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھے لکھے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کہ سرّ نبوت کی تفصیلی شرح اور علوم باطنی کے سب سے بڑے رازداں تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعلیم کے سوا کسی غیر کی تعلیم کا منت کش بنانا گوارا نہ فرمایا۔ چنانچہ گزشتہ آسمانی کتب میں بھی اُمّی کے لقب کے ساتھ آپ کی بشارتیں دی ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ — جو اس رسول نبی اُمّی کی پیروی کریں گے جس کو
الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا — وہ اپنے یہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے
عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ پ۹ — ہیں (میں ان کے حق میں اپنی رحمت لکھ دوں گا)

یہ بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ مَدِیْنَۃُ الْعِلْم کا طغرائے لقب اُمّی ہو۔

شعر

نگار ما کہ بہ مکتب نرفت و خط ننوشت

بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد